تحقیق وتنقید

اموی خلفاء و امراء اور اتباع کتاب وسنت

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی صاحب نے ذیل کے اس مقالہ میں خلفاء بنی امیہ اور ان کے امراء کی کتاب وسنت سے وابستگی اور شریعت کی پابندی کی مثالیں فراہم کی ہیں۔ اگر کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بنوامیہ کا پورا دور کتاب وسنت سے انحراف اور بغاوت کا دور تھا تو یہ ایک بے بنیاد اور غلط خیال ہے۔ اس مقالہ سے بھی اس کی تردید ہوتی ہے لیکن مقالہ میں پیش کردہ متفرق واقعات اور مثالوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ دور بھی خلفاء راشدین کے دورِ مبارک کی طرح مثالی تھا۔ خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور ان کا دورِ خلافت بالاتفاق اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے باوجود بنوامیہ کی خدمات اور ان کے عظیم کارناموں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے خلاف بغض وعناد کا مظاہرہ جو کبھی کبھی ہوتا رہتا ہے، عقیدت ومحبت کے قلم سے تحریر کردہ یہ مقالہ، اس کا جواب ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے جو واقعات پیش کیے ہیں اور ان میں سے بعض کی جو توجیہ کی ہے یا ان سے جو نتائج اخذ کیے ہیں ان سے اختلاف کی گنجائش ہے۔ اس کے سنجیدہ اظہار کے لیے تحقیقات اسلامی کے صفحات حاضر ہیں۔ (جلال الدین)

اسلامی تاریخ نگاری کے بدترین المیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اموی خلفائے عظام اور ان کے امرائے کرام پر کتاب وسنت کی خلاف ورزی اور شریعتِ اسلامی سے انحراف کرنے کے سنگین الزامات نگارانِ کے پورے دورِ بابرکت کو غیر اسلامی

قرار دیا گیا ہے اور وہ بھی تاریخ کی چند ضعیف و کمزور روایات و اخبار کی بنا پر[۱]۔ حالانکہ تاریخ و تذکرہ کی ان ہی کتابوں میں ایسی روایات و واقعات بھی موجود ہیں جو اموی خلافت کی اسلامیت اور اس کے حکمرانوں کی اتباعِ کتاب و سنت کا ناقابل تردید ثبوت بھی وافر مقدار میں فراہم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں تمام اسلامی مورخین اس حقیقت کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ تاریخی روایات کی بہ نسبت حدیثی روایات زیادہ مستحکم، مدلل اور ثقہ ہیں لہٰذا تصادم کی صورت میں خاص کر اور عام حالات میں بالعموم روایات و احادیث محدثین کو اخبار و مرویات مورخین پر ترجیح دی جانی چاہیئے[۲]۔ لیکن عملاً ہوتا یہ ہے کہ وہ بڑی آسانی سے احادیث کے مجموعوں میں موجود روایات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس مقالہ کی بنیاد ثقہ احادیث اور مستند تاریخی روایات پر رکھی گئی ہے تاکہ تصویر کا دوسرا حسین و جمیل رخ بھی پیش کیا جا سکے کیونکہ اس کا بھیانک، مکروہ و غیر مستند رخ تو بالعموم پیش کیا ہی جاتا رہا ہے۔

ان روایات و احادیث کے علاوہ جو اولین محدثین کرام نے اموی خلفاء و امراء سے روایت کی ہیں بہت سی روایات و احادیث میں کتاب و سنت پر نہ صرف ان کے عمل و تعامل کا ذکر ملتا ہے بلکہ اس بات کا بھی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ انھوں نے علماء وقت اور امامانِ عصر کے دوش بدوش عوام الناس کو ان دونوں بنیادی مآخذِ شریعت اسلامی سے جوڑے رکھنے کی مخلصانہ جدوجہد کی ان میں سے متعدد روایات، آثار اور احادیث کا تعلق ان کے اجتہاد اور مجتہدانہ فکری کاوشوں سے بھی ہے۔ ان کے استناد اور قبولیت کا اندازہ محض اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ تمام محدثین کرام نے ایسی تمام روایات و احادیث سے سند لی ہے اور ان کی بنا پر مسائل و احکام کا استنباط کیا ہے۔ لہٰذا ان کی ثقاہت اور اعتبار کے بارے میں کسی قسم کا شبہ نہیں پیدا ہوتا۔ ان روایات و آثار کا محض صحاح و سنن میں بار پانا ہی ان کے اعتبار کے لیے کافی تھا اس سے آگے کی بات یہ ہے کہ ان سے محدثین و فقہاء نے استناد و استنباط کیا ہے[۳]۔ ان نکات کی مزید تشریح و تحکیم بعد کی بحث میں آئے گی۔

اصل بحث سے قبل ایک اہم نکتہ یہ بھی زیرِ غور رہنا ضروری ہے کہ اموی خلفاء و امراء کے تمسکِ کتاب و سنت کے بارے میں منقول روایات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ وہ شریعت و فقہ کے تمام ابواب، دین و اسلام کے تمام میادین اور زندگی و تہذیب

کی جملہ کارگاہوں سے متعلق ہیں، چونکہ موضوعاتی بحث و تمحیص دقت طلب ہونے کے ساتھ تفصیل کی متقاضی ہے لہٰذا اس کی گنجائش اس مختصر مقالہ میں نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اختصار کے ساتھ چند مثالوں پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا[۱۴]

ایک کوشش یہ بھی رہے گی کہ جہاں اموی خلفائے کرام اور ان کے امرائے عظام کی اتباعِ قرآن و سنت کی مثالیں دی جائیں گی وہیں بعض معاملات میں ان کی مبینہ خلاف ورزی اور کتاب و سنت سے انحراف کے متعلق روایات خصوصاً ان روایات کے بارے میں معاندین و مخالفین کی آرا اور تحلیلی تجزیہ کا حوالہ بھی آتا رہے گا۔ اصل بحث کو پیش کرنے کی کئی صورتیں ہیں لیکن زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اموی خلفائے عظام کا ذکرِ خیر زمانی ترتیب کے ساتھ کیا جائے پھر تمام امرائے کرام کا اور آخر میں ایک تجزیاتی بحث میں تمام نکات کو سمیٹ لیا جائے۔

خلافتِ اموی کے اولین خلیفۂ راشد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام مالکؒ، امام بخاری وغیرہ کی ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے اپنے حج کے دوران اہلِ مدینہ کے سامنے ان کے علمائے کرام کو مخاطب کر کے یومِ عاشورہ کے نفل روزہ رکھنے کی سنت سے باخبر کیا جس پر ظاہر ہے کہ ان کا عمل تھا اور روایت کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہرِ نبوی میں اس مسئلہ پر کچھ نہ کچھ تساہل پیدا ہو گیا تھا[۱۵]۔ اسی نوعیت کی ایک وہ روایت ہے جس میں حضرت معاویہ نے اہلِ مدینہ اور ان کے علمائے کرام کو عورتوں کے بالوں کی ایک خاص آرائش کے سبب حدیثِ نبوی سے آگاہ کر کے ان کو کتاب و سنت سے تمسک کی دعوت دی تھی[۱۶]۔ ان کی غیرتِ ایمانی اور حدیث و کتاب سے تمسک کی ایک اور شاہد روایت امام بخاری نے یہ بیان کی ہے کہ حضرت معاویہ کو جب یہ خبر پہونچی کہ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سہمی جو حضرت معاویہ کے طرفدار اور امیر بھی رہے تھے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب بنو قحطان میں سے ایک بادشاہ ہوگا تو حضرت معاویہ نے عالمِ غضب میں خطبہ دیا اور حمد و ثنا کے بعد سخت الفاظ میں تنبیہ کی کہ بعض لوگ ایسی احادیث بیان کر رہے ہیں جو نہ تو کتاب اللہ میں ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہیں لہٰذا ایسے جاہلوں اور ان کی گمراہ کن آرزوؤں اور بے سند تمناؤں سے گریز کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ معاملہ (خلافت)

قریش میں اس وقت تک رہے گا جب تک وہ دین کو قائم کریں گے اور جو کوئی ان سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ رسوا اور ذلیل کرے گا۔[۷]

حضرت معاویہ کے بارے میں امام مسلم کی ایک روایت یہ ہے کہ حضرت سائب بن اخت نمر نے حضرت معاویہ کے ساتھ ان کے مقصورہ میں نماز جمعہ پڑھی اور امام کے سلام پھیرتے ہی انھوں نے اپنی جگہ پر کھڑے ہوکر نماز سنت پڑھ لی۔ جب حضرت معاویہ واپس محل پہونچے تو ان کو بلاکر کہا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ جب تم نماز جمعہ پڑھ لو تو اس کو کسی دوسری نماز سے نہ ملاؤ بلکہ بات کر کے یا باہر نکل کر کے ان میں فرق کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان ہے۔[۸] امام ابوداؤد کی ایک حدیث ہے کہ حضرت معاویہ نے حدیث نبوی بیان کی کہ اگر تم لوگوں کے پوشیدہ کاموں / باتوں کی ٹوہ لگاؤ گے تو تو ان کو خراب کردو گے یا خرابی کے قریب پہونچا دو گے۔ حضرت ابوالدرداء فرماتے تھے کہ معاویہ نے جو کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت نفع پہنچایا۔[۹]

حضرت معاویہ حج وعمرہ کے قِران کو منع کرتے تھے اور اس ممانعت کو بعض دوسری منہیات نبوی کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ صحابہ کرام نے قِران کے بارے میں جب اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو حضرت معاویہ نے اس کو ان کے نسیان اور بھول پر محمول کیا۔ دراصل روایات واحادیث میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے متعدد خلفاء کرام جیسے حضرات عمر و عثمان بھی تمتع کے خلاف تھے اور حضرت معاویہ بھی۔[۱۰] اسی طرح وہ روزوں کے تقدم کو بھی حدیث نبوی کے سبب صحیح سمجھتے تھے اور اس پر عمل کیا کرتے تھے۔[۱۱] فرمان نبوی کے سبب ہی وہ تاقیام قیامت ہجرت کی اجازت دیتے تھے۔[۱۲] حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ کی خدمت میں تشریف لائے تو ان سے حدیث سنانے کی فرمائش کی اور ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کو لکھ لیں۔ حضرت زید نے حدیث نبوی نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اپنی حدیث میں سے کچھ بھی لکھنے سے منع فرمایا ہے تو حضرت معاویہ نے اس کو مٹا دیا۔[۱۳] نماز میں غلطی کی تو لوگوں کی تنبیہ پر سجدۂ سہو کر کے فرمایا کہ یہی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی طرح حضرت معاویہ اذان کے کلمات سن کر ان کو حدیث نبوی کے مطابق دہراتے تھے۔[۱۴] غرض کہ وہ تمام دینی امور میں کتاب وسنت پر

عمل کرتے تھے۔

سیاسی اور ریاستی امور میں بھی حضرت معاویہ کتاب وسنت کا پورا پاس کرتے تھے اور جوں ہی کوئی حکم معلوم ہوتا اس پر عمل کرتے۔ حضرت عمرو بن مرہ نے ایک بار ان سے کہا کہ جو امام و حکمراں اپنا دروازہ ضرورت مندوں، دوستوں اور مسکینوں پر بند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ حدیث نبوی سنتے ہی حضرت معاویہ نے ایک شخص کا تقرر صرف اس غرض سے کیا کہ وہ لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کی فکر کرتا رہے[۵۵] ایک شخص نے دوسرے شخص کا دانت توڑ دیا۔ حضرت معاویہ نے فیصلۂ شرعی کرنا چاہا کہ حضرت ابو الدرداء نے حدیث نبوی بیان کی اگر کسی شخص کو جسمانی آزار پہونچے اور وہ صدقہ کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کی ایک خطا مٹا دیتا ہے۔ مجروح نے یہ سن کر جارح کا جرم معاف کر دیا۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ میں تمہارا نقصان نہ ہونے دوں گا اور اس کو مال دلوا دیا[۵۶] حضرت سلیم بن عامر کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ اور اہل روم کے درمیان معاہدہ برقرار تھا کہ اسی دوران حضرت معاویہ نے ان کے علاقہ کی طرف کوچ کیا کہ مدت ختم ہوتے ہی ان پر حملہ کریں۔ حضرت عمرو بن عنبہ نے ان کو حدیث سنائی کہ مدتِ معاہدہ ختم ہونے کے بعد اس کو منسوخ کرنے کی اطلاع دینے کے بعد ہی ان پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ فوج کے ساتھ فوراً واپس ہوئے[۵۷] حضرت معاویہ کے شرف کی بات ہے کہ وہ جن مسائل و امور میں لاعلم ہوتے تھے ان کے باب میں اہل علم سے معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی فیصلے کرتے تھے چنانچہ ایک بار ایک قاتل کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پا کر قتل کا ارتکاب کیا تھا حضرت ابو موسیٰ اشعری کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور دادا کے حصۂ ترکہ کے بارے میں حضرت زید بن ثابت سے مسئلہ پوچھا تھا اور پھر اسی کے مطابق عمل کیا تھا[۵۸]

دوسرے اموی خلیفہ یزید بن معاویہ کی بابت عام طور سے روایات واحادیث نہیں ملتی ہیں جو ان کی اتباعِ کتاب وسنت پر دلالت کریں سوائے حافظ ابن کثیر کی نقل کردہ چند روایات کے۔ ان روایات سے اموی خلیفہ کی کتاب وسنت پر عمومی مداومت کا پتہ چلتا ہے اور ان میں سے بعض حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ کی عینی شہادت پر مبنی ہے[۵۹]

دراصل خلافتِ یزیدی کے تقریباً چار سالہ دور پر تین واقعات — کربلاء، حرہ اور مکہ — کا سایہ اتنا گہرا اور ان کا کہرا اتنا زبردست ہے کہ بقیہ تمام واقعات و روایات نہ صرف پس منظر میں چلے گئے ہیں بلکہ پردۂ عدم میں چھپ گئے ہیں۔ لہٰذا ان کی بازیافت خاصی محال نظر آتی ہے اور بروقت ناممکن بھی[۲۰]۔ تیسرے خلیفہ معاویہ بن یزید کا عہد اتنا مختصر ہے کہ روایات واحادیث کا ان کے باب میں حوالہ بالکل صفر ہے لیکن بہرحال وہ اپنے مطعون باپ سے زیادہ خوش نصیب ہیں کہ ان کی دینداری اور تقویٰ اور پابندیٔ شریعت کا عام طور سے اعتراف کیا جاتا ہے[۲۱]۔

اموی خلافت کے دورِ ثانی یعنی عہدِ مروانی کے کئی خلفائے کرام کے بارے میں روایات واحادیث میں وافر مواد موجود ہے خاص کر بانیٔ خاندان ذی شان حضرت مروان بن حکم اموی اور اموی خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حوالہ سے بعض دوسرے خلفاء خاندانِ مروان جیسے عبدالملک، ولید، سلیمان، ہشام وغیرہ کے بارے میں بھی اکادکا روایات و آثار مل جاتے ہیں۔ روایات واحادیث کی کمی یا فقدان اس بنا پر نہیں ہے کہ اموی خلفائے کرام کتاب و سنت پر عمل پیرا نہ تھے بلکہ یہ حقیقت روایاتِ تاریخ اور احادیثِ نبوی دونوں سے ثابت ہوتی ہے کہ ان کے بعض انحرافات اور تفردات کے باوجود وہ خود اور ان کا عہد مجموعی طور سے کتاب و سنت کا پابند تھا اور شریعتِ اسلامی کی عملداری پوری طرح جاری ساری تھی بعض انحرافات وغیر شرعی مساعی سے یکسر انکار ناممکن ہے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں سے بیشتر بلکہ ان کی غالب اکثریت کا تعلق اجتہادات سے تھا۔ خواہ وہ صحابۂ کرام کے اجتہادات ہوں یا تابعی فقہاء اور علماء کے فقہی اقوال و آراء ہوں یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس کا تعلق اموی عہد میں اجتہاد کے ارتقاء سے ہے اور اس پر زیادہ مدلل بحث اور مفصل احادیث و روایات اسی سے متعلق بحث میں ملیں گی[۲۲]۔

حضرت مروان بن الحکم اموی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو تصویریں ملتی ہیں۔ ایک تو وہ مکروہ تصویر ہے جو تاریخی روایات کی غیر محتاط تعبیر اور غیر متقیانہ تحلیل کے نتیجہ میں ابھرتی ہے اور جس کو زیادہ شہرت حاصل ہے اور دوسری وہ خوبصورت و دلنشیں تصویر ہے جو احادیث و آثار سے زیادہ تر اور تاریخی روایات و اخبار سے کسی

حد تک آنکھوں کے سامنے آتی ہے ان دونوں کا تقابلی مطالعہ دلچسپ اور بصیرت افروز ہونے کے علاوہ اسلامی شریعت کے تقاضے، کتاب وسنت کے مطالبے تاریخ وسوانح کے معیار، اخلاق وتقویٰ اور صحیح دینداری کے عنصر کے مطابق ہوگا۔[۲۳] بہرکیف حضرت مروانِ اول کی پابندیٔ کتاب وسنت کی مثالیں روایات واحادیث میں بکثرت ملتی ہیں اور ان کا تعلق تقریباً تمام میادینِ حیات سے ہے۔

متعدد صحابۂ کرام اور تابعین عظام کی مانند حضرت مروان بھی مسِ ذکر سے وضو واجب ہونے کے قائل محض سنت وحدیث کی ایک قسم کی روایات کے سبب تھے۔[۲۴] مشہور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہریرہ ایک روایت ہی کے سبب اس کے قائل تھے کہ اگر جنبی شخص فجر سے قبل غسلِ طہارت نہ کرے تو روزہ نہ رکھے۔ حضرت مروان نے دو ازواجِ مطہرات حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ سے تحقیق کرائی کہ جنبی روزہ رکھ سکتا ہے اور پھر اس حدیث سے حضرت ابوہریرہ کو باقاعدہ دو معتبر شخص بھیج کر آگاہ کرایا۔[۲۵] مطلقہ کے عدت گزارنے کے مقام کے بارے میں حضرت مروان نے حضرت فاطمہ بنتِ قیس کی حدیث اور معاملہ سے متاثر ہو کر کئی فیصلے کیے کہ مطلقہ کو شوہر کے گھر کے علاوہ دوسری جگہ عدت گزارنے کی اجازت دے دی لیکن جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو صحیح صورتِ حال، صحیح حکم نبوی اور حضرت فاطمہ بنتِ قیس کے شاذ حکم کی طرف توجہ دلائی تو انھوں نے فی الفور اپنے فیصلوں سے رجوع کر کے صحیح حدیث پر عمل کو نافذ کیا۔[۲۶] امام مالک جیسے محدثین ہی کا بیان ہے کہ ایک کاروباری معاملہ میں حضرت مروان نے تجارت کی اجازت دی تھی لیکن حضرت زید بن ثابت کے فتوے اور نقل حدیثِ نبوی کے بعد انھوں نے اپنا حکم منسوخ کر کے حکم شرعی نافذ کیا۔[۲۷] خاندان بنی ابی معیط کے ایک نوجوان نے حضرت ابوسعید خدری کی شکایت کی کہ انھوں نے اس کو ضرب کاری لگائی ہے لیکن جب حضرت مروان نے صحابیٔ موصوف سے صحیح صورتِ حال اور صحیح حدیثِ نبوی سنی تو سکوت اختیار کر کے مقدمہ برخاست کر دیا۔[۲۸]

حضرت مروان بن حکم اموی کے بارے میں بعض روایات کی ادھوری تحلیل کی بنا پر یہ تو مشہور کیا گیا ہے کہ انھوں نے نماز عید سے قبل خطبہ دینے کی بدعت اور خلافِ سنت حرکت کی تھی۔ لیکن اس کے اسباب واثرات کا حوالہ نہیں دیا گیا کہ اس سے ان کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت مروان نے نمازِ عید سے قبل خطبہ اس لیے دیا تھا کہ بقول / بروایتِ امام بخاری لوگ نماز کے بعد خطبہ کے لیے نہیں بیٹھے

رہا کرتے تھے اس لیے انھوں نے اس کو نماز سے قبل کر دیا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ایک اجتہادی غلطی کہی جاسکتی ہے لیکن بدعت وانحراف سنت ہرگز نہیں کہ یہ تنہا ایک واقعہ تھا اور صحیح صورتِ حال جاننے کے بعد انھوں نے پھر ایسا کبھی نہیں کیا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے نمازِ عید سے قبل اذان وخطبہ دونوں اجتہادات ذاتی سے شروع کیے اور بعد میں حدیثِ صحیح کے سبب رجوع کر لیا۔[۲۹] لیکن اس کا ذکر بالکل نہیں کیا جاتا اور یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ حضرت مروان نے اپنی خلافِ سنت حرکت برابر جاری رکھی تھی۔ اہم بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ کم از کم برصغیر پاک وہند وبنگلہ میں سنتِ مروانی مقامی زبانوں کے خطبات کی صورت میں جاری ہے اور محض رسم کی خانہ پری کے لیے بعد نماز بھی خطبہ دے دیا جاتا ہے جس میں مزید انحرافات وبدعات شامل ہوتے ہیں۔[۳۰]

سنتِ نبوی کے احترام اور کتاب وحدیث کی پابندی کا ایک اہم واقعہ خلیفہ مروان کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک خاتون اروی بنت اویس نے حضرت سعید بن زید عدوی رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک زمین / آراضی کے سلسلہ میں عدالتِ مروانی میں مقدمہ دائر کیا۔ فریقین کی موجودگی میں حضرت سعید نے عرض کیا کہ کیا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمانِ مبارک سننے کے بعد بھی ایسا کروں گا کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی بلاحق غصب کی اس کو قیامت میں سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ حضرت مروان نے حدیثِ نبوی سننے کے بعد فرمایا کہ اس کے بعد میں آپ سے کوئی شہادت (بینہ) طلب نہیں کروں گا اور مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔[۳۱] اسی طرح کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ایک جنازہ کی مشایعت میں حضرات مروان اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما قبرستان تک گئے اور جنازہ کے رکھے جانے سے قبل دونوں بیٹھ گئے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت مروان کو حدیث سنائی کہ ایسا کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور حضرت مروان نے اتباعِ سنت کی جبکہ حضرت ابو ہریرہ نے تصدیق بھی کی۔[۳۲]

امام ترمذی نے ایک دلچسپ روایت نقل کی ہے کہ حضرت مروان جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے محافظ سپاہیوں (حرس) نے ان کو روکنا چاہا لیکن انھوں نے نماز پڑھ کر ہی دم لیا۔ واپسی پر لوگوں نے حضرت ابو سعید خدری کی خدمت میں حاضری دی اور کہا اللہ آپ پر رحم کرے

انھوں نے تو آپ پر حملہ کرہی دیا تھا حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ میں ان دونوں رکعتوں کو اپنے عینی مشاہدے کے بعد چھوڑ نہیں سکتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دوران خطبہ دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ روایت اسی پر ختم ہو جاتی ہے لیکن متعدد فقہا خاص کر احناف کا مسلک راجح یہی ہے کہ امام کے خطبہ پڑھتے وقت نماز و دعا اور کلام وغیرہ سب ممنوع ہے اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نماز جمعہ اور خطبۂ جمعہ سے قبل دو رکعات پڑھنا سنت ہے نہ کہ عین خطبہ پڑھتے وقت جس شخص کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتوں کی تاکید کی تھی انھوں نے وہ دو رکعت سنتیں نہیں ادا کی تھیں[۴۴] دراصل حضرت مروان کا رویہ فقہ حدیث پر مبنی تھا جبکہ حضرت ابوسعید خدری کا لفظ حدیث پر اور ان دونوں رویوں کا آغاز وارتقا عہد نبوی سے جاری تھا جیسا کہ غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر نماز عصر سے متعلق ادائگی پر فقہا صحابۂ کرام اور ظاہری حکم کے پابند اصحاب عظام کے رویوں سے منظر عام پر آیا تھا[۴۴]

کتاب وسنت کی پابندی کے اور بھی کئی واقعات حضرت مروان بن حکم اموی کے متعلق ملتے ہیں جن کی تفصیل طول کلام کا سبب ہوگی۔ آخر میں صرف ایک اور روایت ان کی دینداری، تقویٰ اور تمسک بالکتاب والسنۃ کے بارے میں یہ بیان کی جاسکتی ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مفسر و ترجمان القرآن سے سورہ آل عمران ۱۸۸ کی آیت کریمہ: لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا کے حوالہ سے پوچھا کہ اگر اچھے کام کرنے پر خوش ہونے اور تعریف پانے پر عذاب ہوگا تو ہم سب پکڑے جائیں گے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ وہ آیت یہود سے متعلق اور ان لوگوں کے لیے ہے جو بلا کام تعریف اور بلا استحقاق تحسین کے طالب ہوتے ہیں[۴۵] حضرت مروان خلیفہ بننے سے قبل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں گورنر بھی رہے تھے اس لیے ان کے ذکر میں دونوں ادوار کے واقعات کو بیان کیا گیا ہے تاکہ تکرار نہ ہو اور بیان مکمل رہے۔

خاندان مروانی کے عظیم ترین خلیفہ اور اسلامی خلافت کے تیسرے جامع وبانی عبدالملک بن مروان اموی علم وفضل، تقویٰ و دیانت اور اسلامیت میں اپنے والد ماجد اور دوسرے پیشرو خلفائے کرام کے صحیح معنوں میں جانشین تھے بعض روایات کے مطابق وہ مدینہ منورہ کے قاضی، مفتی اور فقیہ تھے اور ان کا شمار شہر نبوی کے اس عظیم ترین

فقہاء میں ہوتا تھا۔ بدقسمتی سے ان کے بارے میں ہماری دینی معلومات ذرا کم ہیں کہ ان پر زیادہ تر سیاسی اخبار و معلومات کا غلبہ اور تسلط ہے۔ بہر حال احادیث و روایات سے دو چار مثالیں مل جاتی ہیں۔

سیرت نگار ابن ہشام کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان اموی رضی اللہ عنہ سے جب شادی کی تو ان کا مہر چار سو دینار مقرر کیا۔ اس حدیث کے راوی محمد بن علی بن حسین کا تبصرہ ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے عورتوں کا مہر جو چار سو دینار مقرر کیا تھا وہ اسی سنت نبوی کی پیروی میں کیا تھا[۳۶]۔ حالانکہ مہر کی رقم کی تعیین میں دوسرا ضابطہ ہے[۳۷]۔ مشہور صحابیہ حضرت ام الدرداء خلیفہ عبدالملک کی مہمان ہوئیں تو ان کی خدمت کے لیے خلیفہ کریم نے کچھ سامان بھیجنا چاہا اور اس کے لیے اپنے خادم کو آواز دی۔ اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو خلیفہ وقت نے جلال میں آکر لعنت بھیجی۔ حضرت ام الدرداء نے صبح کو ان کے سامنے حدیث بیان کی کہ لعنت والوں پر بروز قیامت شفاعت اور گواہی کا دروازہ بند ہوگا[۳۸]۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ اموی کو اس پر سخت ندامت ہوئی جیسا کہ قسامہ کے باب میں ایک بار ندامت ہوئی تھی اور انھوں نے اس کا کفارہ ادا کیا تھا۔ معاملہ یہ تھا کہ گواہوں کی گواہی پر ایک شخص کو قتل کی سزا دی بعد میں معلوم ہوا کہ گواہ جھوٹے تھے تو ان کا نام دیوانِ عطا سے خارج کر کے ان کو جلا وطن کر دیا اور قتل ناحق کا کفارہ اپنی طرف سے ادا کیا۔ حالانکہ اسلامی قانون قسامہ کے مطابق خلیفہ وقت پر ایسا کچھ کرنا واجب نہ تھا[۳۹]۔ عبدالملک بن مروان حضرت عمر بن خطاب کے فرزندِ گرامی حضرت عبداللہ کا نہ صرف احترام کرتے تھے بلکہ انھوں نے جب اپنے والی حجاز حجاج بن یوسف ثقفی کو امیر حج بنایا تو ان کو ہدایت کی کہ وہ مناسک حج کی ادائیگی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایات کی پیروی کریں اور حجاج ثقفی نے خوش دلی، احترام کے ساتھ بلا چون چرا سنت نبوی کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمر اور ان کے فرزند حضرت سالم کی پیروی کی[۴۰]۔ امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے کہ حجاج ثقفی نے جب عبداللہ بن زبیر کو قتل کر دیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے معلوم کرایا کہ اس یوم (عرفہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس ساعت مبارکہ میں روانہ ہوتے تھے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ زوال کے بعد، چنانچہ والیٔ حجاز حجاج ثقفی نے ایک شخص کا تقرر

صرف اس کام کے لیے کیا کہ وہ ساعت موعود کا تعین کر کے روانگی کا اہتمام کرے[۲۹]

امام مسلم نے خلافت حضرت عبداللہ بن زبیر اور خلافت عبدالملک بن مروان کے دوران انہدام، تعمیر اور تعمیر نو کعبہ کے بارے میں ایک بہت اہم روایت نقل کی ہے حضرت عبداللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند پر مروی ایک حدیث نبوی کے حکم مخفی کے مطابق قریشی عمارت کعبہ کو منہدم کر کے ازسر نو کعبہ کی تعمیر کی اور اس میں حطیم کا علاقہ بھی شامل کر لیا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے نئے نئے مسلمان ہونے کے سبب اپنی حیات مبارک میں شامل نہیں فرمایا تھا۔ حضرت عبدالملک نے جب مکہ مکرمہ پر قبضہ کیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر کو ان کے اجتہاد پر مبنی قرار دے کر ڈھادیا اور عہد نبوی میں اس کی جیسی عمارت تھی ویسی ہی تعمیر کرا دی وہ حضرت ابن زبیر کی بیان کردہ حدیث عائشہ کو صحیح نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کو حضرت عائشہ کی طرف ابن زبیر کا غلط انتساب گردانتے تھے لیکن جب حضرت حارث بن عبداللہ بارگاہ خلافت میں پہونچے اور خلیفہ عبدالملک نے ان سے اپنے اس خیال کا ذکر کیا تو صحابی موصوف نے حضرت عائشہ کی حدیث مذکورہ کی تصدیق کی اور کہا کہ انھوں نے خود بھی حضرت عائشہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو سنا ہے۔ حضرت عبدالملک کو اپنی جلد بازی اور تعمیر نو پر سخت افسوس ہوا اور کچھ دیر کے سکوت کے بعد کہا کہ کاش میں نے اس (تعمیر ابن زبیر) کو اسی حالت میں باقی رہنے دیا ہوتا۔[۳۰]

خلیفہ عبدالملک کے بارے میں کئی اور روایات ملتی ہیں جو ان کی فہم کتاب و سنت اور اجتہاد و فقہ پر دلالت کرتی ہیں۔ ان سے صرف نظر کر کے صرف ایک اور روایت درج کی جاتی ہے جو ان کی سنت خلفاء کرام کی پابندی کی شہادت دیتی ہے۔ حضرت عمرو بن عاص کے ایک عزیز کی بیوی کے ایک مولیٰ نے وفات کے وقت مال چھوڑا تو اس عورت کے بھائیوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ حضرت عمر نے حدیث نبوی کے مطابق مال کے وارثوں کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جب عبدالملک خلیفہ ہوئے تو عورت کے بھائیوں نے یہ مقدمہ گورنر مدینہ اسماعیل بن ہشام یا ان کے فرزند کے پاس دائر کیا اور انھوں نے خلیفہ کی عدالت میں بھیج دیا۔ خلیفۂ وقت نے فیصلۂ فاروقی کو نافذ کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہ فیصلہ ہے جس میں

میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔[۱۵۴]

خاندانِ مروانی کے تیسرے خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی بھی اپنی بساط بھر کتاب و سنت کی پاسداری کرتے تھے ان کے بارے میں صرف چند روایات ہی کا سراغ لگ سکا ہے۔ تلاش و تفحص سے مزید روایات و اخبار بھی مل سکتے ہیں۔ امام مالک کی دو اور امام ابن ماجہ کی ایک روایت ملی ہیں اور دلچسپ اتفاق ہے کہ ان تینوں کا تعلق تابعین علماء و فقہاء کے اجتہادی اختلاف سے ہے لیکن وہ بہرحال خلیفۂ وقت کے طرز فکر و عمل کی نشاندہی کرتی ہیں۔

ایک روایت کے مطابق خلیفۂ اموی نے حضرات سالم بن عبداللہ عدوی اور خارجہ بن زید بن ثابت انصاری سے پوچھا کہ رمی جمار (کنکریاں مارنے) اور حلق راس (سر منڈانے) کے بعد لیکن واپسی سے قبل کیا وہ خوشبو استعمال کر سکتے ہیں تو حضرت سالم نے منع کیا لیکن حضرت خارجہ نے اجازت دے دی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ امام مالک نے موخرالذکر فتویٰ کو قبول کیا ہے اور غالباً خلیفۂ وقت نے بھی اسی کو ترجیح دی تھی[۱۵۵]

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرات قاسم بن محمد تیمی اور عروہ بن زبیر اسدی یہ فتویٰ دیتے تھے کہ کسی شخص کے پاس اگر چار بیویاں ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو طلاق البتہ دینے کے بعد وہ فوراً شادی کر سکتا ہے اور مطلقہ بیوی کے عدت گزارنے کا انتظار کرنا اس کے لیے لازمی نہیں ہے۔ خلیفۂ وقت ولید بن عبدالملک اموی جب مدینۂ منورہ تشریف لائے تو دونوں بزرگانِ امت نے ان کو یہی فتویٰ دیا البتہ حضرت قاسم نے یہ شرط ضرور عائد کی کہ وہ اس کو مختلف مجالس میں طلاقِ البتہ (نکاح فسخ کرنے والی) دے۔[۱۵۶]

امام ابن ماجہ کی روایت یہ ہے کہ امام زہری خلیفۂ ولید (یا ایک روایت کے مطابق عبدالملک) کے عشائیہ میں شریک ہوئے جب نماز کا وقت آیا تو وہ وضو کرنے کے لیے اٹھے۔ حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ نے اس پر فرمایا کہ میں اپنے والد گرامی کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگ پر پکا ہوا کھانا کھاتے ہوئے ملاحظہ کیا لیکن آپ نے نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔ حضرت علی بن عبداللہ بن عباس نے اس کی تائید میں فرمایا کہ میں بھی اپنے والد ماجد کے بارے میں یہی شہادت دیتا ہوں[۱۵۷]

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعۂ افک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے ابتلاء سے متعلق حضرت ولید بن عبدالملک کے استفسار اور امام زہری کی ان کی برأت کرنے کا حوالہ دیا ہے اور امام موصوف نے ہی حضرت ولید کی تعمیر روضۂ نبوی کا ذکر بھی کیا ہے۔[۴۷] ان کے علاوہ بھی بعض روایات ملتی ہیں جو اموی خلیفہ کی پیروی کتاب و سنت اور تحقیقِ مسائل و امور کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔[۴۸]

خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کے بھائی اور جانشین اور خاندانِ مروانی کے چوتھے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک اموی کے بارے میں امام سیوطی نے لکھا ہے کہ وہ اول وقت میں نمازوں کا اہتمام کرتے تھے۔ مولانا شاہ معین الدین ندوی کا یہ بیان صحیح نہیں ہے کہ "اموی خلفاء نماز عموماً تاخیر سے پڑھا کرتے تھے" لیکن یہ بیان صحیح ہے کہ انھوں نے خالص مذہبی اصلاحات بھی کیں۔ مگر "اس کا سب سے بڑا کارنامہ جو سیکڑوں کارناموں اور اصلاحوں سے بڑھ کر ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ولیعہدی ہے جنھوں نے اموی خلافت کو خلافتِ راشدہ کے قالب میں بدل دیا"... "ذاتی حیثیت سے وہ بڑا صاحب اوصاف تھا۔ مورخین اسے مفتاح الخیر (بھلائی کی کنجی) لکھتے ہیں"۔[۴۹]

خاندانِ مروانی کے پانچویں اور خانوادۂ اموی کے آٹھویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی کے خلیفۂ راشد ہونے پر امت کا تقریباً اتفاق و اجماع ہے۔ ان کے تمسک کتاب و سنت اور پابندیٔ شریعت کی مثالیں بہت معروف و مشہور ہیں۔ مگر سلسلۂ کلام کی تکمیل اور بحث کی تفصیل کے لیے ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی بعض ایسی مساعی کا بھی ذکر کیا جائے گا جو بظاہر لفظِ حدیث کی مخالف ہیں لیکن درحقیقت فقہِ حدیث اور روحِ اسلام سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔

دلچسپ اتفاق ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی دوسرے پیشرو خلفاءِ راشدین کی مانند نمازوں کو اول وقت پر پڑھا کرتے تھے لیکن ایک دن انھوں نے نماز میں تاخیر کردی تو ان کو حضرت عروہ بن زبیر نے ایک مشہور واقعہ اور حدیث سے بہرہ ور کیا کہ گورنرِ عراق حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی نے بھی اسی طرح نماز میں ایک دن تاخیر کی تو مشہور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابومسعود انصاری ان کے پاس آئے اور ان کو بتایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازیں پڑھائیں اور ان کے اوقات بتائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اوقات نماز کے بارے میں تعلیم جبریلی پر اپنے

تعجب کا اظہار کیا[۵۱]۔ ظاہر ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رہے ہوں یا حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی یا بعض اور خلفاء وامرائے کرام ان کی نمازوں کی تاخیر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مکروہ اوقات میں ادا کرتے تھے یا امامتِ نماز کے مرتکب ہوتے تھے دراصل یہ مسئلہ اول وقت اور بعد از اول وقت کا ہے جو علماء وفقہاء میں مختلف فیہ بھی ہے اور حدیثِ نبوی سے ہم آہنگ بھی کہ نمازوں کے اوقات تعلیم جبریل کے مطابق دو سروں۔ اول اور آخر وقت۔ کے درمیان میں متعین کیے گئے تھے[۵۲]۔

فقہِ حدیث ہی کا مسئلہ تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی نے حضرت ابوبکر بن حزم اور دوسرے ائمہ حدیث مثلاً امام زہری وغیرہ سے حدیث کے ظاہری الفاظ کے خلاف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھوائی تھیں جبکہ حضرت معاویہ نے لفظِ حدیث پر عمل کرتے ہوئے ان سے گریز کیا تھا[۵۳]۔ حضرت ابو بردہ کی اس حدیث پر کہ ہر مرد مسلم کی موت پر اللہ تعالیٰ ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل کرتا ہے حضرت عمر اموی نے حلف اٹھوایا تھا[۵۴]۔ انھوں نے اسی طرح ماہِ رمضان کے ہلال کی رویت کے سلسلہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے الفاظ اور اس میں مضمر فقہ دونوں پر عمل کیا تھا کہ اگر شعبان کا ہلال ہم نے اس دن دیکھا تو ان شاء اللہ روزہ اِس اِس دن ہوگا سوائے اس کے کہ ہلالِ رمضان اس سے قبل دیکھ لو[۵۵]۔ اِس فرمانِ خلیفۂ اموی میں لفظ وفقہِ حدیث دونوں کا خوبصورت امتزاج پایا جاتا ہے اور اس سے قبل والی روایت میں بھی۔

قسامہ کا مسئلہ تمام خلفاء اسلام کے دور میں اہم رہا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی کو بھی اس باب میں کچھ الجھن تھی لہٰذا ایک دن انھوں نے (اہلِ علم) لوگوں سے مشورہ کیا کہ قسامہ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو تو انھوں نے کہا کہ اس باب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے "قبل خلفاء" نے فیصلے کیے ہیں اور پھر ایک عالم نے عرینہ والوں کے سلسلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کا ذکر کرکے "سابق خلفاء" کے فیصلوں کو بطورِ نظیر بیان کیا۔ حضرت عمر اموی نے اس کو فالِ نیک قرار دیا۔ انھوں نے نہ صرف سنتِ نبوی بلکہ آثارِ خلفاء کرام جن میں اموی خلفاءِ عظام بھی شامل تھے پر عمل کیا اور اس سے استناد حاصل کیا جیسا کہ بعض خلفاءِ اموی کے بارے میں حوالہ اوپر آچکا ہے[۵۵]۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی پابندیٔ سنت وکتاب پر تمام کتبِ حدیث وتذکرہ

میں کافی مواد ہے جس کی بنیاد پر پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے خاص طور سے صحاح عشرہ اور طبقاتِ ابن سعد میں[۵۶] لہٰذا ان سے صرفِ نظر کیا جاتا ہے۔ دوسرے خلفاء کے بارے میں البتہ بہت مختصر حوالے ملتے ہیں جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے جانشین اور خاندانِ مروانی کے چھٹے خلیفہ یزید بن عبدالملک کے بارے میں امام مالک کی ایک روایت ملتی ہے کہ انھوں نے ام ولد کے شوہر کے وفات کی عدت قرآنی آیت کے مطابق چار ماہ دس دن مقرر کی تھی جبکہ حضرت ابن عمرؓ جیسے صحابۂ کرام اور قاسم بن محمد اور امام مالک بن انس جیسے فقہاء اسلام نے صرف ایک حیض مقرر کی تھی[۵۷] یا جیسے خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُدّ (ناپ) میں ترمیم کر کے اپنا "مدّاعظم" نافذ اور جاری کیا تھا اور بعض شارحین کے مطابق وہ بھی مُدّ نبوی تھا۔ روایت ہے کہ حضرت عمر اموی نے بھی شامی صاع کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع کے برابر کر دیا تھا[۵۸]

اموی امراء

اموی خلفاء عظام کی مانند ان کے امرائے کرام بھی بالعموم کتاب وسنت کی پابندی کرتے تھے۔ ان کے انحرافات کا بھی کہیں کہیں ذکر ملتا ہے لیکن وہ شاذونادر تھا۔ ان کے بارے میں ہماری معلومات کافی ہیں کم از کم اتنی کافی کہ ہمارے دعویٰ کو مدلل کر سکتی ہیں۔ دراصل اموی امراء و کارکنانِ حکومت پر ابھی تک کوئی تحقیقی کام نہیں کیا گیا اس لیے اول تو ان کے اسماء و کام کے بارے میں ہی ہماری معلومات کافی محدود ہیں پھر ان کی سوانح اور سوانح میں بھی ان کی پابندیٔ کتاب وسنت پر تو اور بھی مواد کم ہے بہر حال جو مواد ملتا ہے اس کی بنا پر بعض تفصیلات پیش کی جا رہی ہیں۔

خلیفۂ سوم کے صاحبزادے حضرت ابان بن عثمانؓ نہ صرف اموی دور کے ایک عظیم ترین امیر تھے بلکہ اپنے دور کے عظیم ترین محدث و فقیہ اور عالم بھی۔ وہ اپنے والد ماجد سے بالخصوص اور دوسرے صحابۂ کرام سے بالعموم روایتِ حدیث کرتے ہیں اور مسائل شرع بیان کرتے ہیں۔ وہ حضرت عبدالملک بن مروان اموی کے دورِ خلافت میں کئی برس تک امیرِ مدینہ رہے تھے۔ کتبِ حدیث میں ان کی بہت سی روایات موجود ہیں۔ امام مالک کی روایت ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے حضرت ابان

بن عثمان کو دعوت دی کہ وہ طلحہ بن عمر کی شادی میں شریک ہوں۔ داعی اور مدعو دونوں مُحرِم تھے اور حضرت ابان امیر حج بھی تھے حضرت ابان نے شرکت سے انکار کر دیا کیونکہ ان کو حضرت عثمان کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وہدایت پہونچی تھی کہ مُحرِم کے لیے نکاح کرنا اور نکاح کا خطبہ وغیرہ دینا جائز نہیں ہے۔ انھوں نے ایسی تقریب میں شرکت بھی نہیں کی۔[۵۹] امام مالک نے حضرت ابان بن عثمان کے متعدد فتاویٰ اور قضایا کے ساتھ ایک دوسرے امیر مدینہ ہشام بن اسماعیل مخزومی کے بھی فتاویٰ اور فیصلوں کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق غلاموں کی خرید و فروخت اور ان کے عہدہ، گوشت کے ساتھ حیوان/جانور کی خرید و فروخت کی ممانعت، غلام کی آزادی اور ولاء کی میراث وغیرہ سے ہے۔ ان میں سے بیشتر کا انحصار کتاب وسنت اور ان کے اجتہاد پر ہے اور اس میں خاص بات یہ ہے کہ امام مالک نے ان کے فتاویٰ اور قضایا سے اتفاق اور استناد کیا ہے اور بعض دوسرے فقہاء کا اتفاق بھی مذکور ہے۔[۶۰] حضرت ابان کے بارے میں ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ وہ روزانہ ایک نبوی دعا پڑھا کرتے تھے۔ جس صبح ان پر فالج کا حملہ ہوا اس دن وہ اسے نہ پڑھ سکے تھے۔ چنانچہ حسرت سے کہا کرتے تھے کہ آج نہیں پڑھی اور مبتلائے مصیبت ہوا۔[۶۱]

عہد حضرت معاویہ کے ایک عظیم صحابی اور امیر کوفہ/بصرہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی کتاب وسنت کی پابندی میں گزری۔ یہ کتاب وسنت ہی کی تعلیم تھی کہ انھوں نے اپنی سیاسی حکمت عملی کی بنیاد عفو و درگزر پر رکھی تھی اور جب تک وہ مجبور نہ ہو جائیں وہ کتاب وسنت کے مطابق لوگوں سے عفو و درگزر کرتے تھے اور ان کی اسی خصوصیت کے سبب ان کی وفات کے دن حضرت جریر بن عبداللہ بجلی نے ان کے لیے دعائے مغفرت کرائی تھی اور حدیث نبوی سے اس کے لیے استناد کیا تھا۔[۶۲] نماز میں کچھ تاخیر کا ذکر اس سے قبل آچکا ہے کہ وہ ان کی فقہ حدیث پر مبنی تھی جبکہ متعدد دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ طہارت وضو اور دوسرے امور کے باب میں اپنی عینی شہادت کی بنا پر سنن کا اہتمام کرتے تھے۔[۶۳]

اسی دور کے دوسرے گورنروں میں زیاد بن ابی سفیان اموی نے حضرت ابن عباس کے فتوے پر کہ ہدی (قربانی کے جانور) بھیجنے والے پر احرام کی تمام قیود و شرائط

عائد ہو جاتی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسئلہ پوچھا اور اسی کے مطابق اپنے صاحبِ ہدی کو عمل کرنے کی ہدایت کی[۶۲] امام مسلم وغیرہ نے بعض دوسرے اموی امراء کی مانند زیاد بن ابی سفیان کی تاخیرِ نماز کے بارے میں کئی روایات نقل کی ہیں[۶۳] لیکن ایک دل چسپ روایت امام ابوداؤد نے یہ نقل کی ہے کہ زیاد بن ابی سفیان یا کسی اور اموی امیر نے حضرت عمران بن حصین کو صدقات کی وصولیابی کے لیے بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو حضرت عمران سے مال کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم نے حدیث و حکم نبوی کے مطابق وصول کیا اور اسی کے مطابق ان کے مصارف میں خرچ کر دیا[۶۴] حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کے جنازے میں زیاد نے شرکت کی اور حدیث کی تعلیم کے مطابق مشایعت کی[۶۵] حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیمار پڑے تو عبیداللہ بن زیاد نے ان کی عیادت کی اور صحابی جلیل نے ان کی عیادت کو مطابق حدیث بتایا[۶۶] رُزَیق بن حُکیم امیر ایلہ تھے۔ انھوں نے حضرت امام زہری سے مسئلہ پوچھا اور پھر ان کے فرمانے کے مطابق اپنے علاقہ میں نماز جمعہ قائم کی[۶۹] اسی طرح حضرت ابوخلدہ کے مطابق ایک اموی امیر نے نمازِ جمعہ پڑھانے کے بعد موسم کے لحاظ سے نماز کی ادائیگی سے متعلق ہدایتِ نبوی کے بارے میں پوچھا تھا[۷۰] اموی امیر مکہ ابن ہشام مخزومی نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روک دیا تھا جس پر حضرت عطاء بن ابی رباح جیسے فقہاء کو اعتراض تھا کہ وہ خلافِ سنت عمل تھا کیونکہ بروایتِ حضرت عائشہ صدیقہ عہدِ نبوی میں عورتیں مردوں کے ساتھ ساتھ طواف کرتی تھیں۔ یہ ظاہر ہے کہ فقہِ حدیث کا معاملہ تھا[۷۱]

اموی دور کے متعدد بلکہ بیشتر امراء کرام صحابۂ عظام کی مقدس جماعت سے تعلق رکھتے تھے یا تابعینِ کرام کے طبقہ سے تھے لہٰذا ان کے بارے میں حسنِ ظن تو یہی ہے کہ وہ کتاب و سنت سے تجاوز نہ فرماتے تھے خواہ وہ عبادات و مذہبی معاملات ہوں یا سرکاری مسائل و امور۔ اموی دور کے ایک اہم امیر حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی امارتِ کوفہ کے دوران ایک شخص کو جس نے اپنی بیوی کی باندی سے اس کی اجازت سے جماع کیا تھا حدیثِ نبوی کے مطابق کوڑوں کی سزا دی تھی۔ اور اگر اجازت نہ ہوتی تو اسے قرآنی/حدیثی حکم کے مطابق رجم کر دیتے۔ حضرت نعمان بن

بشیر نے چوری کے ایک معاملہ میں کچھ لوگوں کو قید کر کے کچھ دنوں کے بعد چھوڑ دیا کہ ان پر جرم ثابت نہ تھا اور اس کو انھوں نے حکم الٰہی بتایا تھا[۲۷]۔ حضرت زرارہ بن اوفی قاضی بصرہ تھے اور بنو قشیر کے محلہ کے امام۔ ایک دن نماز فجر میں انھوں نے جب آیت کریمہ: فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر (سورہ مدثر ۸) پڑھی تو کلام الٰہی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اسی وقت واصل بحق ہو گئے۔ ابن سعد کے بقول یہ واقعہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد کا ہے[۲۸]۔ اسی دور کے ایک اور قاضی مدینہ ابن خلدہ زرقی نے مفلس شخص کے بارے میں حضرت ابوہریرہ سے حکم نبوی معلوم کر کے فیصلہ سنایا تھا[۲۹]۔ امیر مکہ حضرت حارث بن حاطب (برادر محمد بن حاطب) نے حدیث نبوی کے مطابق رویت ہلال اور اس کی دو شاہد عدل کی گواہی کے بعد ہی روزہ رکھنے یا افطار کرنے کا اعلان بر سر عام اور بر سر منبر کیا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی تھی کہ وہ زیادہ عالم کتاب و سنت تھے[۳۰]۔ حضرت عبیداللہ بن ابی بکرۃ قاضی سجستان نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کی نصیحت نبوی پر کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کیا کریں عمل کیا تھا[۳۱]۔ گورنر فلسطین حضرت عمیر بن سعد نے حدیث نبوی سننے کے بعد خراج نہ ادا کرنے والوں کو غیر اسلامی سزا دینے سے ہاتھ روک لیا تھا[۳۲]۔ حضرات سعید بن العاص اموی اور ابو موسیٰ اشعری والیان کوفہ و بصرہ سنت نبوی کے مطابق عیدین میں چار تکبیریں نماز جنازہ کی طرح کہتے تھے امیر مدینہ حضرت ولید بن عتبہ نے حضرت ابن عباس سے نماز استسقاء کے بارے میں سنت نبوی معلوم کی اور غالباً اس پر عمل بھی کیا[۳۴]۔ حضرت سعید بن عاص اموی امیر و والی طبرستان نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز خوف کے بارے میں معلوم کیا تھا[۳۵]۔ مسلم بن شعبہ نافع بن علقمہ کے دور امارت میں اپنی قوم کا صدقہ وصول کرنے گئے تو صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعر بن دیسم کی تشریح حدیث نبوی کے مطابق صدقات کے جانور وصول کیے[۳۶]۔ ایک اموی امیر حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے گر جانے والے لقمہ کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لیتے تھے اور دہاقین و شرفاء عجم کے اعتراض کی پرواہ نہیں کرتے تھے[۳۷]۔

تجزیاتی خلاصہ

اموی خلفائے عظام اور امرائے کرام کی اتباع کتاب و سنت کے بارے میں

اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ محض بطور نمونہ ہے۔ ورنہ کتب احادیث، مصادرِ تاریخ اور ماخذِ تذکرہ وسوانح میں اتنا مواد موجود ہے کہ اس باب میں ایک دفتر لکھا جاسکتا ہے۔ مختصر مقالہ میں تفصیلات کی گنجائش نہیں اس لیے احادیث وروایات کی تفصیلات سے بھی گریز کیا گیا ہے حالانکہ ان پر بحث ومباحثہ سے اولین والیانِ اسلام کی اسلامیت کے بہت دلآویز نمونے اور امثال ملتے۔

اس میں شک نہیں کہ کبھی کبھی بعض خلفاءِ کرام یا ان کے امرائے عظام سے خلافِ کتاب وسنت حرکات اور پالیسیوں کا صدور بھی ہوا ہے لیکن اس باب میں یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ کبھی کبھی جو اموی حرکت وحکمت خلافِ سنت اور منافیٔ کتاب نظر آتی ہے وہ دراصل لفظِ حدیث اور فقہِ حدیث پر عمل کے فرق کے سبب ہوئی تھی یا ان کے اجتہاد پر مبنی ہوتی تھی اور وہ اجتہاد بر بنائے خلوص اور تقویٰ ہوتا تھا۔ اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اموی خلفاء وامراء پر کتاب وسنت کی خلاف ورزی کرنے کے تمام الزامات صحیح نہیں ہیں بلکہ ان میں سے متعدد محض غلط فہمی یا لفظِ حدیث کی بنا پر کیے گئے ہیں یا مجموعی احادیثِ نبوی، آیاتِ قرآنی اور تعلیماتِ اسلامی سے صرفِ نظر کرکے محض ایک دو روایات کی بنا پر وارد کیے گئے ہیں۔ کبھی کبھی لاعلمی بھی باعثِ اعتراض بنتی تھی جیسا کہ متعدد احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے۔

اس سے زیادہ اہم نکتہ یہ ہے کہ کتاب وسنت سے ماخوذ ومستنبط احکام جو زیادہ تر فروعی نوعیت کے تھے حالات وزمانہ اور عصری تقاضوں کے تحت بدلتے رہے اور بظاہر خلافِ سنت نظر آنے والے مسائل وامور کو اجتہاد کے ذریعہ اسلام سے ہم آہنگ کیا گیا مثال کے طور پر عہدِ نبوی میں ستونوں کے درمیان جماعت سازی کو خلافِ سنت سمجھا جاتا تھا لیکن بعد میں اس کو صحیح قرار دیا گیا خطبہ، نماز، روزہ اور زکوٰۃ ورحج کے بعض قابلِ تبدیلی احکام میں اجتہاد سے کام لیا گیا یا ریاستی معاملات میں کتاب وسنت کی روشنی میں تبدیلی پیدا کی گئی[۱۲۵] یہ ایک اہم اور مفصل بحث ہے جس کا اصل تعلق اس دور کے اجتہاد سے ہے اور اس پر یہاں بحث نہیں کی جاسکتی۔

بہرکیف مجموعی طور سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اموی خلفاء اور ان کے عمال وامراء کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے اور حکومت چلانے کا کاروبار کرتے تھے۔

ان سے کہیں کہیں فروگزاشت ضرور ہوئی تاہم یہ ان کے شرف وعظمت کی بات ہے کہ کتاب وسنت کی دلیل سامنے آجانے کے بعد وہ سر اطاعت خم کر دیتے تھے کیونکہ ان کا تعلق ایک خیر القرون سے تھا، جس میں اسلامی امت کا ضمیر روشن تھا اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کا وجود مسعود اس نور ضمیر کی ضمانت تھا۔

تعلیقات وحواشی

۱؎ متعدد بلکہ بیشتر علمائے برصغیر کا رجحان یہی ہے مثلاً ملاحظہ ہو قاری محمد طیب، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہ مختلف علمائے کرام کی تحریریں جیسے شہید کربلا اور یزید، المرتضیٰ، خلافت وملوکیت وغیرہ۔

۲؎ مثلاً مولانا شبلی، سیرت النبی، اعظم گڑھ ۱۹۸۸ء جلد اول کا مقدمہ اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی عثمان ذوالنورین۔ دہلی ۱۹۸۶ء کا مقدمہ۔

۳؎ امام مالک نے موطا میں قدم قدم پر اموی امراء سے استناد کیا ہے لیکن ان پر یہ الزام لگا دیا جاتا ہے کہ وہ عرف مدینہ کو حدیث نبوی پر ترجیح دیتے تھے، حالانکہ یہ قطعی غلط اور سطحی الزام ہے۔ اگلے صفحات میں ایسے استناد کی متعدد مثالیں آرہی ہیں۔ ایک دلچسپ حال یہ ہے کہ امام طبری نے تہذیب الآثار میں مسلمہ بن عبدالملک امیر ثغور شامی کے معاہدوں سے استناد کیا ہے اور امیر موصوف کو ائمہ اسلام میں شمار کیا ہے۔

۴؎ انشاء اللہ بعد میں بعض دوسرے مقالات ورسائل کی شکل میں اس موضوع پر بحث کی جائے گی۔

۵؎ امام مالک، موطا، کتاب الصیام، صیام یوم عاشورہ، سیوطی، تنویر۔ بخاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء (مطبعہ ۵۷/۳)

۶؎ موطا، کتاب الجامع، السنۃ فی الشعر ۳/۴-۱۲۳۔

۷؎ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب مناقب قریش، کتاب الاحکام، باب الامراء من قریش ۴/۸-۲۱۷ اور ۹/۸-۷۷ بالترتیب۔

۸؎ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب الصلوٰۃ بعد الجمعہ (مطبعہ ۶۰۱/۲)

۹؎ ابوداؤد، سنن، کتاب الادب، باب فی النہی عن التجسس (مطبعہ ۲۷۲/۴)

۱۰؎ ابوداؤد، کتاب الحج، باب فی افراد الحج ۲/۱۵۷۔ متعدد احادیث نبوی اور آثار صحابہ کرام سے

سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر صحابہ کرام کے دو مسلک تھے۔ حضرات عمر و عثمان اور معاویہ رضی اللہ عنہم کا مسلک یہ تھا کہ قران و تمتع صحیح نہیں ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام کا مسلک تمتع و قران کے جواز کا تھا۔ ملاحظہ ہو۔ بخاری کتاب الحج، باب الطواف علی الوضو، نسائی، کتاب المناسک، التمتع خاص کر ترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی التمتع۔

۱۱؎ ابوداؤد، کتاب الصیام، باب فی التقدم ۲/۲۹۹، ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی صیام یوم الشک ۱/۵۲۷۔

۱۲؎ ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الہجرۃ ہل انقطعت ۳/۳

۱۳؎ ابوداؤد، کتاب العلم، باب فی کتابۃ العلم ۳/۹-۳۱۸

۱۴؎ نسائی، کتاب السہو، باب مایفعل من نسی شیئا من صلاتہ (مطبع ۳/۴-۳۴) نیز نسائی، کتاب الاذان، القول مثل مایتشہد المؤذن ۲/۲۴۵؛ القول اذا قال المؤذن حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح ۲/۲۵۔

۱۵؎ ترمذی، سنن، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی امام الرعیہ (مطبع ۱/۲۹۸) ابوداؤد، کتاب الخراج والامارۃ والفئ، باب فیما یلزم الامام من امر الرعیۃ والحجبۃ منہ ۳/۱۳۵۔

۱۶؎ ترمذی، ابواب الدیات، باب ماجاء فی العفو ۱/۵۲۴

۱۷؎ ترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فی الغدر ۱/۳-۵۹۲؛ ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الامام یکون بینہ وبین العدو عہد فیسیر الیہ ۳/۸۳

۱۸؎ امام مالک، موطا، کتاب الاقضیۃ، القضاء فیمن وجد مع امراتہ رجلا ۲/۲۱۲ کتاب الفرائض میراث الجد ۲/۵۔

۱۹؎ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مطبعۃ السعادۃ غیر مورخہ ہشتم ۲۳۳۔ حافظ ابن کثیر نے اس سے قبل اور بعد بعض متناقض روایات بھی نقل کی ہیں۔ لیکن خلیفہ یزید کی روایت حدیث نبوی، سنت نبوی اور سنت فاروقی پر عمل اور متعدد خصال محمودہ کا بھی ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو ۳۶ - ۲۲۶

۲۰؎ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ہشتم ۲۲۵ - ۱۴۶۔ نیز تاریخ طبری وغیرہ کے متعلقہ ابواب و مباحث

۲۱؎ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ہشتم ۳۸-۲۲۷، نے ان کو مرد صالح وناسک کہا ہے اور حضرت ابوزرعہ دمشقی کے حوالہ سے معاویہ بن یزید اور ان کے دونوں بھائیوں عبدالرحمٰن اور خالد کو "صالحی القوم"

میں شمار کیا ہے۔

۲۲ـ اس بحث کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کا طویل مقالہ" اموی خلافت میں اجتہاد کا ارتقاء" پیش کردہ اجتہاد سمینار پٹنہ مورخہ ۲۔۳ اپریل ۱۹۹۳ء جو عنقریب شائع ہوگا۔

۲۳ـ مثلاً امام مالک نے ان کو حضرات عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کے ساتھ اوران کے درجہ کا عالم قرار دے کر جماعت علماء میں شمار کیا ہے جن سے اہم معاملات دین میں رجوع کیا جاتا تھا۔ ملاحظہ ہو، موطا، کتاب الحج، ماجاء فیمن احصر بغیر عدو ۱/ ۳۳۰ ۔ متعدد محدثین کرام نے ان سے روایات لی ہیں جیسے امام مالک، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی وغیرہ تمام اکابر شامل ہیں ۔ نیز بلاذری، انساب الاشراف، یروشلم سہ پنجم ص ۲۵، ان کے معاصرین ان کو فقیہ و مفسر اور خلافت و امامت کا اہل اور متقی و باکردار سمجھتے تھے۔ انشاء اللہ جلد ہی یہ تقابلی مطالعہ پیش کیا جائیگا۔

۲۴ـ موطا، کتاب الطہارہ باب ، تنویر ۱/ ۶۴ ؛ ابن ماجہ کتاب الطہارہ وسننہا باب الوضوء من مس الذکر ۱/ ۱۶۱

صحابہ کرام میں حضرات عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور تابعین میں حضرات سالم بن عبداللہ اور عروہ بن زبیر وغیرہ اس کے قائل تھے۔

۲۵ـ بخاری، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنبا ۳/ ۳۸ ؛ مالک، کتاب الصیام، ماجاء فی صیام الذی یصبح جنبا فی رمضان ۱/ ۲۷۳-۲۷۲، مسلم، کتاب الصیام۔ باب صحۃ صوم من طلع علیہ الفجر وھو جنب ۲/ ۸۰-۷۷۹

۲۶ـ مالک، کتاب الطلاق، ماجاء فی عدۃ المرأۃ فی بیتہا اذا طلقت فیہ ۲/ ۹۹-۹۷، بخاری، کتاب الطلاق، باب قصۃ فاطمہ بنت قیس ۷/ ۴۷ سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہ ص ، ابوداؤد کتاب الطلاق، باب من انکر ذالک علی فاطمہ ۲/ ۹-۲۸۸، نسائی، کتاب النکاح، تزوج المولی العربیۃ ۶/ ۶۳-۶۲، کتاب الطلاق، نفقۃ الحامل المتبوتۃ ۶/ ۱۱-۲۱۰

۲۷ـ مالک، کتاب البیوع، العینۃ وما یشبہا ۲/ ۴۱-۶۴۰، مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض ۳/ ۱۶۲

۲۸ـ بخاری، ابواب سترۃ المصلی، باب یرد المصلی من مر بین یدیہ ۱/ ۳۶-۱۳۵، مسلم، کتاب الصلوٰۃ باب منع المار بین یدی المصلی ۱/ ۶۳-۳۶۲، ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب مایؤمر المصلی ان یدرأ عن الممر بین یدیہ ۱/ ۱۸۶، ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی صلاۃ العیدین قبل الخطبہ ۲/ ۴۱۱ ؛ ابواب

الفتن، باب فی تغییر المنکر بالید او باللسان او بالقلب ۱/ ۸۰۸

۲۹ه بخاری، کتاب العیدین، باب الخروج المصلی بغیر منبر ۲/ ۲۲؛ مسلم، کتاب صلاۃ العیدین ۲/ ۶۰۵ نیز کتاب الایمان فان کون النہی عن المنکر من الایمان ۱/ ۶۹، ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر؛ ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الخطبہ یوم العید ۱/ ۹۷ - ۲۹۶؛ نیز ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ و باب فی صلاۃ العیدین ۱/ ۴۰۶

۳۱ه مثلاً ہند و پاک میں یہ عام رواج ہے کہ نمازِ عیدین سے قبل خطیب و امام اردو یا کسی دوسری مقامی/ علاقائی زبان میں خطبات عطا کرتے ہیں اور بسا اوقات دو دو تین تین حضرات قبل نماز اپنے اپنے خطبات سے نوازتے ہیں۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے عظیم عالم دین اور ناظم دینیات حضرت مولانا محمد تقی امینی مرحوم نے ان خطبات کو "خطبات عیدین" کے عنوان سے طبع بھی کرایا ہے (خطبات عیدین) اور مولانا مرحوم واحد خطیب و عالم نہ تھے بلکہ یہ سب کا حال ہے اور اس کو ضرورت و مصلحت اور مصالح مرسلہ و استحسان وغیرہ کے نام سے جائز قرار دیا جاتا ہے جبکہ حضرت مروان پر نکیر صرف ایک واقعہ کے سبب کی جاتی ہے۔

۳۱ه مسلم، کتاب المساقات، باب تحریم الظلم و غصب الارض وغیرہا ۳/ ۱۲۳۰

۳۲ه بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب متی یقعد اذا قام للجنازہ ۲/ ۱۰۷۔ حدیث مذکورہ بالا کے الفاظ سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے حضرت مروان کا ہاتھ تھام کر بیٹھنے کا عمل شروع کیا تھا۔ (فاخذ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بید مروان فجلسا قبل ان توضع) ظاہر ہے کہ ایسا محض سہواً ہوا تھا، اراداتاً نہیں۔

۳۳ه ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب ۲/ ۳۸۵

۳۴ه غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو ہدایت فرمائی تھی کہ وہ نمازِ عصر بنو قریظہ کے علاقہ میں پہونچ کر ہی پڑھیں فقہ حدیث اور مقصودِ نبوی کے ماہرین نے ہدایتِ نبوی کا اصل مقصد پالیا کہ مراد تیز رفتاری سے کوچ کرکے منزل مقصود پر پہونچنا ہے۔ لہٰذا انھوں نے راستہ ہی میں نماز کا وقت آتے ہی نماز ادا کرلی جبکہ لفظ و ظاہر حدیث سے تمسک کرنے والوں نے بنو قریظہ کے علاقہ میں پہونچ کر ہی نماز ادا کی جو قضا ہوچکی تھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تصویب فرمائی۔ ملاحظہ ہو بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب، مسلم، کتاب الجہاد، باب جواز قتال من نقض العہد۔

۳۵؎ بخاری، کتاب التفسیر، سورہ آل عمران، باب لاتحسبن الذین بما اتوا....
۳۶؎ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، قاہرہ ١٩٥٥ء، اول ص ۲۲۴۔
۳۷؎ مہر کی رقم کا اصول یہ ہے کہ وہ شوہر کی مالی حیثیت کے مطابق مقرر کیا جائے۔ ملاحظہ ہو ابواب نکاح در کتب فقہ۔
۳۸؎ مسلم، کتاب البر والصلہ والآداب، باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا ۴/۲۰۰٦
۳۹؎ بخاری، کتاب الدیات، باب القسامہ۔
۴۰؎ بخاری، کتاب المناسک، باب قصر الخطبۃ بعرفۃ؛ باب التہجیر بالرواح یوم عرفۃ، باب الجمع بین الصلاتین بعرفۃ ۲/۹-۱۹۸، نیز موطا، کتاب الحج، الصلاۃ فی البیت وقصر الصلاۃ وتعجیل الخطبہ بعرفۃ ۱/ ۵۵-۳۵۴، نسائی، کتاب المناسک، باب الرواح یوم عرفۃ، باب قصر الخطبۃ بعرفۃ۔ ۲/ ۵۵-۲۵۲۔
۴۱؎ ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب المنزل بعرفۃ ۲/۱۰۰۱۔ ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الرواح الی عرفۃ ۲/۹-۱۸۸۔
۴۲؎ مسلم، کتاب الحج، باب نقض الکعبۃ وبنائہا ۲/۷۲-۹۷۱۔ امام موصوف نے دو روایات اس باب میں نقل کی ہیں دوسری روایت میں تصریح ہے کہ حضرت عبدالملک بن مروان کی ملاقات حضرت حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے بیت اللہ کے طواف کے دوران ہوئی تو خلیفۂ وقت نے فرمایا: اللہ ابن زبیر سے سمجھے کہ وہ ام المومنین پر جھوٹ باندھتے تھے کہ.... حضرت حارث نے فرمایا کہ امیر المومنین یہ نہ کہیں، میں نے خود ام المومنین کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ خلیفہ نے ندامت کے ساتھ کہا: اس کے انہدام سے قبل اگر میں نے یہ حدیث سن لی ہوتی تو ابن زبیر کی تعمیر پر اسے باقی رکھتا۔
۴۳؎ ابوداؤد، کتاب الفرائض، باب فی الولاء ۳/۱۲۷۔ ابن ماجہ، کتاب الفرائض، باب میراث الولاء ۲/۳-۹۱۲۔ موخر الذکر امام نے صراحت کی ہے کہ مولی مذکور نے دو ہزار دینار چھوڑے تھے۔
۴۴؎ مالک، کتاب الحج، ماجاء فی الطیب فی الحج ۱/۳۰٦
۴۵؎ مالک، کتاب النکاح، جامع النکاح ۲/۷۸
۴٦؎ ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ وسننہا، باب الرخصۃ فی ذلک (ای مماغیرت النار) ۱/۱٦۵
۴۷؎ بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک؛ بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۴۸ھ مولانا شاہ معین الدین ندوی رقمطراز ہیں: "خلفائے بنی امیہ کے متعلق عام طور سے یہ غلط شہرت ہے کہ مذہب کی جانب ان کا رجحان کم تھا ... ولید نے جو مذہبی خدمات انجام دیں اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ اس کی پرائیوٹ زندگی بھی مذہبی تھی تین دن میں ایک قرآن ختم کرتا تھا، دوشنبہ اور پنجشنبہ کو پابندی کے ساتھ روزہ رکھتا تھا، رمضان میں روزہ داروں کے لیے کھانا بھجواتا تھا..... اپنے دور حکومت میں دو مرتبہ حج کیا"۔ تاریخ اسلام، اعظم گڑھ ۱۹۸۸ء، دوم ۸۱ -- ۱۸۰۔

۴۹ھ تاریخ اسلام، دوم ۸ - ۱۹۷ بحوالہ تاریخ الخلفاء ص ۲۳۶، نیز ص ۷ - ۲۱۶ وغیرہ۔

۵۰ھ بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ وفضلہا، باب وقولہ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا ۱/ ۱۳۹؛ ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی المواقیت ۱/ ۱۰۷۔ موخرالذکر کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز منبر پر تشریف فرما (خطبہ دے رہے) تھے کہ نماز عصر میں تھوڑی سی تاخیر کردی (تاخر العصر شیئا)؛ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ، ابواب مواقیت الصلوٰۃ ۱/ ۲۰ - ۲۱۹ کا بیان ہے کہ یہ واقعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی امارت مدینہ یعنی خلافت ولیدی کا ہے اور اس میں بھی نماز عصر کی تاخیر قلیل کا حوالہ ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ ۴/ ۱۳۷، نسائی، کتاب المواقیت، کتاب الطہارہ ۱/ ۲۲۵ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ باب اوقات الصلوٰۃ الخمس ۱/ ۲۲۵۔

۵۱ھ اس کا دلچسپ ذکر حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی ہی کے حوالہ سے ملتا ہے۔ حضرت ابوامامہ کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر مسجد سے نکل کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پایا۔ راوی نے ان سے دریافت کیا کہ چچا جان یہ کون سی نماز آپ نے پڑھی؟ فرمایا: عصر اور یہی نماز نبوی ہے جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ وفضلہا، باب وقت العصر ۱/ ۵-۱۴۴؛ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب استحباب التبکیر العصر ۱/ ۲۲۴، نسائی، کتاب الصلوٰۃ تعجیل العصر ۱/ ۲۵۳۔ امام مسلم نے تصریح کی ہے کہ حضرت عمر نے نماز ظہر پڑھی تھی۔ ان کے عنوان باب سے بھی واضح ہے کہ عصر کی تعجیل/تبکیر کا معاملہ استحباب کا تھا نہ کہ وجوب یا فرضیت کا۔ نیز ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب باب بلا عنوان (بدری صحابہ سے متعلق) ۵/ ۱۰۷

۵۲ھ بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم ۱/ ۳۶۔ حضرت معاویہ کے لیے ملاحظہ ہو مذکورہ بالا مضمون کا حاشیہ ۱۵۔

۵۳ھ مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل، وان کثر قتلہ ۴/ ۲۰-۲۱۱۹

۵۴ ابوداؤد، کتاب الصیام، باب الشہر یکون تسعا وعشرین ۲/۲۹۷۔
۵۵ بخاری، باب قصۃ عکل وعرینۃ ۵/۱۶۵؛ ۶/۶۵؛ ۹/۱۳-۱۱؛ مسلم، کتاب القسامۃ، باب حکم المحاربین والمرتدین ۲/۱۲۹۷؛ نیز بخاری، کتاب الدیات، باب القسامۃ، کتاب التفسیر (سورہ المائدہ)
۵۶ ابن سعد، طبقات کبریٰ، بیروت ۱۹۵۷ء، پنجم ص ص
۵۷ موطا، کتاب الطلاق، عدۃ ام الولد اذا توفی عنہا سیدھا ۲/۱۰۷-۱۰۸
۵۸ موطا، کتاب الزکاۃ، مکیلۃ زکاۃ الفطر ۱/۲۶۸۔ امام مالک کی تصریح کے مطابق تمام کفارات کی اور زکاۃ فطر وزکوٰۃ عشور وغیرہ کا پیمانہ مد اصغر ہے جو مد نبوی ہے سوائے ظہار کے کفارہ کے کہ اس میں مد ہشامی سے جو مد اعظم ہے کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ امام سیوطی نے اپنے تبصرہ میں واضح کیا ہے کہ مد اعظم بھی دراصل مد نبوی ہی ہے۔
نیز ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب کفارات الایمان، باب صاع المدینۃ۔
۵۹ موطا، کتاب الحج، نکاح المحرم ۱/۳۲۱؛ نسائی، کتاب المناسک، النہی عن نکاح المحرم ۵/۱۹۲ کتاب النکاح، النہی عن نکاح المحرم ۶/۸۸-۸۹
۶۰ موطا، کتاب الطلاق، ماجاء فی البتۃ ۲/۷۹؛ کتاب البیوع، ماجاء فی العہدۃ ۲/۱۲۰، کتاب العتاقۃ والولاء، من اعتق رقیقا لایملک مالاً غیرہم؛ ۳/۴؛ ایضا میراث الولاء: ۳/۱۳-۱۲۔
۶۱ ابن سعد، طبقات، بیروت ۱۹۵۷ء، پنجم ۳-۱۵۲۔
۶۲ بخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ ۱/۲۲
۶۳ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت ۱۹۵۷ء چہارم ۸۷-۲۸۴؛ بخاری ومسلم، کتاب الوضوء، باب اذا ادخل رجلیہ وھما طاہرتان، مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب تقدیم الجماعۃ من یصلی۔ نیز صحاح میں ان کی روایات حدیث مختلف ابواب میں، ابن حجر عسقلانی کی اصابہ اور ابن عبدالبر کی الاستیعاب اور ابن اثیر کی اسد الغابہ میں ان کے سوانحی خاکے۔
۶۴ موطا، کتاب الحج، مالا یوجب الاحرام من تقلید الہدی ۱/۳۱۵، بخاری، کتاب الحج، باب من قلد القلائد بیدہ ۲/۸-۲۰۷۔ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب بعث الہدی الی الحرم ۲/۹۵۹۔
۶۵ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب کراہیۃ تاخیر الصلاۃ من وقتہا المختار۔ نسائی، کتاب الامامہ، الصلوٰۃ مع ائمۃ الجور ۲/۶-۷۵
۶۶ ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی الزکاۃ ہل تحمل من بلد الی بلد ۲/۱۶-۱۱۵۔

۶۷ء نسائی، کتاب الجنائز، السرعۃ بالجنازہ ۴/۴۳-۴۲

۶۸ء بخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح ۸۰/۹؛ مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی ۱/۶-۱۲۵، کتاب الامارہ، باب فضیلۃ الامام العادل ۳/۱۴۶۱۔

۶۹ء بخاری، کتاب الجمعہ، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن ۶/۲

۷۰ء بخاری، کتاب الجمعۃ، باب اذا اشتد الحریوم الجمعۃ ۲/۹-۸ حضرت انس کی حدیث میں نماز جمعہ کے جلد پڑھنے اور موسم کی شدت کے وقت تبرید کرکے پڑھنے دونوں کا حکم ہے۔

۷۱ء بخاری، کتاب الحج، ۲/۸-۱۸۷

۷۲ء ابوداؤد، کتاب الاقضیۃ، باب فی الشہادات ۳/۵-۳۰۴، ترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فی الرجل یقع علی جاریۃ امراتہ ۱/۸-۲۷۴۵؛ نیز نسائی، کتاب قطع السارق، باب امتحان السارق بالضرب والحبس ۸/۶۶

۷۳ء ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب اذا نام عن صلاۃ اللیل صلی بالنہار ۲/۳۰۷

۷۴ء ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب من وجد متاعہ بعینہ عند رجل قد افلس ۲/۷۹۰

۷۵ء ابوداؤد، کتاب الصیام، باب شہادۃ رجلین علی رویۃ ہلال شوال ۲/۳۰۱

۷۶ء مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب کراہۃ قضاء القاضی وہو غضبان ۳/۳-۱۳۴۲

۷۷ء مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب الوعید الشدید لمن عذب الناس بغیر حق ۴/۸-۲۱۷

۷۸ء ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب التکبیر فی العیدین ۱/۲۹۹۔

۷۹ء ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، جماع ابواب صلاۃ الاستسقاء ۱/۳۰۲۔

۸۰ء ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب من قال یصلی بکل طائفۃ رکعۃ ۲/۷-۱۶، نسائی کتاب الاستسقاء کیف صلاۃ الاستسقاء ۳/۱۶۳، ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب فی صلاۃ الاستسقاء ۲/۴۴۵۔

۸۱ء ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ ۲/۱۰۳

۸۲ء ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب اللقمۃ اذا سقطت ۲/۱۰۹۱۔

۸۳ء ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ الصف بین السواری ۱/۴۴۳، حضرت انس نے سائل کو بعض مناسک حج کے سنن بتانے کے بعد اپنے امراء کی اتباع کرنے کا مشورہ دیا تھا ملاحظہ ہو ترمذی ابواب الحج، بلاعنوان باب ۱/۳۵۹، ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الخروج الی منیٰ ۲/۱۸۸، حضرت سعید بن العاص اموی امیر شہر نے متعدد جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھادی تو ایک

۳۰۴

شخص نے اعتراض کر دیا لیکن حضرات ابن عباس ابوہریرہ، ابوسعید اور ابوقتادہ نے اسی کو سنت قرار دیا ملاحظہ ہو نسائی کتاب الجنائز، اجتماع جنائز الرجال والنساء ۴/۷۲-۷۱۔ ایک امیر عبدالرحمٰن بن ام الحکم نے بیٹھ کر خطبہ دیا (کسی سبب سے) تو ان پر اعتراض وارد ہوا یا حضرت بشر بن مروان اموی نے برسر منبر دونوں ہاتھ بلند کر کے کچھ کہا تو اس کو خلاف سنت قرار دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو: مسلم، کتاب الجمعہ باب قولہ تعالیٰ: وإذا رأوا تجارۃ ۲/۵۹۱، باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبہ ۲/۵۹۵، ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب رفع الیدین علی المنبر ۱/۲۸۹۔ امام ابوداؤد کا عنوان باب بہت دلچسپ ہے اور نمائندہ بھی۔

مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ

مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی نے اپنی اردو اور انگریزی مطبوعات کے علاوہ دیگر اہم مکتبوں کی بلند پایہ علمی و دینی کتب کی فراہمی کا انتظام کیا ہے۔ تفسیر، حدیث، سیرت اور تاریخ اسلام سے متعلق چند اہم کتب کی فہرست دی جا رہی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر کتب بھی یہاں سے فراہم کی جا سکتی ہیں۔ منیجر

فی ظلال القرآن اول	۱۲۰/-	تدوین حدیث (مولانا مناظر احسن گیلانی)	۷۰/-
" دوم	۸۵/-		
" سوم	۱۰۰/-	تاریخ الخلفاء (امام سیوطی) ترجمہ	۷۵/-
" چہارم	۱۲۰/-	مقدمہ ابن خلدون ۲ جلدیں "	۱۵۰/-
" پارہ عم	۹۰/-		
تفہیم القرآن مکمل ۶ جلدیں	۵۰۵/-	سیرت النبی (ابن ہشام) ۲ جلدیں "	۲۲۵/-
تلخیص تفہیم القرآن	۱۶۰/-	رحمۃ للعالمین	۱۴۰/-
ترجمۂ قرآن (مختصر حواشی)	۱۱۰/-	سیرت سرور عالم مولانا مودودیؒ اول و دوم	۱۴۰/-
تفسیر ابن کثیر مکمل (ترجمہ)	۴۷۰/-	الفاروق (مولانا شبلی نعمانی)	۳۰/-
بخاری شریف مکمل (مترجم)	۵۴۰/-	حیات ابوحنیفہ (ابوزہرہ مصری)	۷۵/-
مسلم شریف " "	۳۹۰/-	رسول رحمت (ابوالکلام آزاد)	۱۲۵/-
ترمذی شریف دو جلدیں "	۲۶۰/-	انبیاء کرام "	۴۰/-
ابوداؤد شریف ۳ جلدیں "	۲۹۰/-	محمد رسول اللہ (توفیق الحکیم)	۵۰/-
سنن ابن ماجہ مترجم	۱۹۰/-	تاریخ افکار و علوم اسلامی اول و دوم	۸۵/-
سنن نسائی "	۲۹۰/-	سیرت النبی (علامہ شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی) مکمل	۵۸۵/-

پان والی کوٹھی، دودھ پور علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲